

دلوں کی اصلاح

تالیف

خالد بن عبداللہ بن محمد المصلح

ترجمہ

ابو فیصل سمیع اللہ

نظر ثانی

مشتاق احمد کریمی

ناشر

مکتب دعوت وتوعیۃ الجالیات ربوہ، ریاض، سعودی عرب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

*** توجہ فرمائیں! ***

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب.....

عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ

لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔

متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔

دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی

نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

تنبیہ

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

فہرست عناوین

نمبر شمار	موضوعات کتاب	صفحہ نمبر
۱۔	پیش لفظ از مشتاق احمد کربئی	۳
۲۔	مقدمہ از مولف: دلوں کی پاکیزگی کیوں؟ اور اس کی اہمیت	۴
۳۔	آفتیں جو دلوں کو فاسد کر دیتی ہیں	۲۴
۴۔	پہلی آفت: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا	۲۵
۵۔	دوسری آفت: بدعت اور مخالفت سنت	۲۷
۶۔	تیسری آفت: اتباع شہوات اور معاصی میں واقع ہونا	۲۸
۷۔	چوتھی آفت: شک و شبہات میں گرفتار ہونا	۳۶
۸۔	پانچویں آفت: غفلت کا شکار ہونا	۴۰
۹۔	دلوں کی پاکیزگی و طہارت کیسے ہوتی ہے؟	۴۱
۱۰۔	پہلی دوا: قرآن کریم	۴۳
۱۱۔	دوسری دوا: بندے کی اللہ تعالیٰ سے محبت	۴۵
۱۲۔	تیسری دوا: اللہ تعالیٰ کا ذکر	۴۸
۱۳۔	چوتھی دوا: سچی توبہ اور کثرت استغفار	۵۱
۱۴۔	پانچویں دوا: اللہ تعالیٰ سے بکثرت دعا و سوال کرنا	۵۴
۱۵۔	چھٹی دوا: آخرت کی بکثرت یاد کرنا	۵۵
۱۶۔	ساتویں دوا: سلف صالحین کی سیرتوں کا مطالعہ کرنا	۵۶
۱۷۔	آٹھویں دوا: نیک لوگوں اور اللہ والوں کی صحبت اختیار کرنا	۵۷

پیش لفظ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفَىٰ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ وَبَعْدُ:

آدمی کے دل کا معاملہ نہایت ہی اہم ہے، فرمانِ رسول ﷺ کے مطابق یہ اللہ تعالیٰ کے دو انگلیوں کے مابین ہوتا ہے اور اس کی مشیت جب جس کے لئے جیسی ہوتی ہے اسی حساب سے پلٹ دیتا ہے۔ کب کس کے لئے اللہ تعالیٰ کی مشیت بدل جائے اور اس کے سارے نیک اعمال اور کئے کرائے پر پانی پھر جائے، کچھ بھی ضمانت نہیں۔ اسی سبب سے نبی کریم ﷺ کی اقتدا میں سلف صالحین ہمیشہ ”يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّثْ قَلْبِي عَلَىٰ دِينِكَ“ دعا مانگا کرتے تھے کہ ”اے دلوں کے پلٹنے والے! میرے قلب کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ“۔

پیارے بھائیو! زیر نظر کتاب عربی کتاب ”صلاح القلوب“ کا سلیس اردو ترجمہ ہے، جس میں دلوں پر وارد ہونے والے آفات و خطرات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے، ان خطرات میں شرک، بدعت، اتباعِ شہوات، شبہات و غفلت کا شکار ہونا قابل ذکر ہیں۔ ساتھ ہی ان آفات و خطرات کے دوا و علاج کے نسخے بھی تجویز کئے گئے ہیں، جن میں قرآن کریم، اللہ سے محبت، ذکر الہی، توبہ و استغفار، اللہ سے دعا و فریاد، آخرت کی یاد، سلف صالحین کی سیرتوں کا مطالعہ اور نیک و صالح لوگوں کی صحبت و رفاقت قابل ذکر ہیں۔ اس گراں قدر کتاب کا ترجمہ شائع کرتے ہوئے ہم مولف کا شکریہ اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے، اس سے مسلمان بھائیوں کو نفع پہنچائے اور مولف و مترجم اور صحیح کے ساتھ ساتھ ہماری آخرت کی نجات کا ذریعہ بنائے، آمین۔ اے سمیع مجیب و صلی اللہ علی نبینا محمد و علی آلہ و صحبہ اجمعین

طالب دعا / مشتاق احمد کریمی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمہ از مؤلف

بیشک ہر طرح کی تعریف اللہ کے لئے ہے، ہم اسی کی تعریف کرتے ہیں اور اُسی سے مدد طلب کرتے ہیں، اور اسی سے مغفرت طلب کرتے ہیں، اور ہم اپنے نفسوں کے تمام شر اور اپنے اعمال کی تمام برائیوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے دے، اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں، اور جسے گمراہ کر دے، اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود حقیقی مگر صرف اللہ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اور اس کے برگزیدہ اور اس کے خلیل ہیں، مخلوق میں سے سب سے افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ قیامت سے پہلے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ آپ ﷺ نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا اور امانت کا حق ادا کر دیا، اور امت کے ساتھ خیر خواہی کی، اور آپ ﷺ نے اللہ کے لئے جہاد کا پورا حق ادا کر دیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ کو موت آئی اور آپ اسی پر قائم و دائم تھے، پس اللہ کی رحمتیں نازل ہوں آپ پر اور آپ کے آل و اصحاب پر اور ان لوگوں پر جنہوں نے احسان کے ساتھ آپ کی سنتوں کی اتباع کی قیامت کے دن تک۔ اما بعد:

وقتِ حاضر میں اکثر لوگوں کے حالات پر نظر رکھنے والا جب نظر ڈالتا ہے تو وہ ایک تعجب خیز چیز دیکھتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ حسن ظاہر کو مختلف انواع و اقسام کی تربیتیں

وآرائش کی چیزوں سے خوشنما دیدہ زیب اور مزین کرنے میں بڑا خاص اہتمام ہے۔ اور نفس الوقت ساتھ ہی یہ بھی دیکھتا ہے کہ باطنی امور (دلوں) کو سنوارنے اور ان کی اصلاح کرنے سے مکمل بے اعتنائی اور سراپا غفلت ہے۔ دلوں اور باطنی امور کی اصلاح سے کلیئہ منہ موڑ کر پوری غفلت برتتے ہوئے کتنے سارے اوقات اور تمام کوششوں و طاقتوں کو محض ظاہر کو سنوارنے اور حسین بنانے میں صرف کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ بہت سارے لوگوں کا مقصد حیات صرف یہی ہے کہ وہ اپنے ظاہری حصوں کو پرکشش، اور منظر جمالی بنانے اور حسن کے نکھارنے میں دلچسپی رکھتے ہیں، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ جل و علا کا وہ فرمان صادق آتا ہے جو منافقین کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ وَإِنْ يَقُولُوا تَسْمَعُ لِقَوْلِهِمْ
كَأَنَّهُمْ خُشْبٌ مُّسْنَدَةٌ يَنْخَسِبُونَ كُلَّ صَیْحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعُدُوّ
فَاخَذَرَهُمُ قَاتِلُهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ﴾ (سورة المنافقون: ۴)

ترجمہ: جب آپ انہیں دیکھ لیں تو ان کے جسم آپ کو خوشنما معلوم ہوں، یہ جب باتیں کرنے لگیں تو آپ ان کی باتوں پر (اپنا) کان لگائیں گویا کہ یہ لکڑیاں ہیں دیوار کے سہارے سے لگائی ہوئیں، ہر (سخت) آواز کو اپنے خلاف سمجھتے ہیں، یہی حقیقی دشمن ہیں ان سے بچو، اللہ انہیں غارت کرے، کہاں سے پھرے جاتے ہیں۔

تو یہ اس قوم کا حال ہے جس کی ظاہری شکل و شباہت بڑی خوبصورت ہے،

اور جن کے اقوال رجھانے والے اور فریفتہ کرنے والے ہیں، یہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی یہ چیزیں انہیں دیوار کے سہارے لگی ہوئی لکڑیوں سے ٹیک لگانے کے دائرے سے باہر نہیں نکال سکیں، جن کے اندر کوئی نفع نہیں، چنانچہ یہ ایسے مناظر ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں اور یہ ایسے جسم ہیں جن میں ذرا بھی عقل نہیں، یہ ہے وہ گھٹیا حالت جسے بندہ مومن اپنے نفس کے لئے کبھی بھی پسند نہیں کرتا، بلکہ بندہ مومن کا ایمان اس وقت تک مکمل و درست ہو سکتا ہے جب تک اپنے باطن کی اصلاح اور اپنے دل کو پاکیزہ و طاہر نہ بنالے۔

پس ظاہری حسن و جمال بندے کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے، اگر اس کا باطن اور قلب فاسد اور فتنچ ہے۔ ایسے لوگ جنہیں انکی حسین شباہت اور ظاہری حسن نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ انکے ساتھ آخرت کا انجام بھی حسین و بہترین ہوگا، انکے اس حسن ظن کی تردید کرتے ہوئے اللہ جل و علانے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ أَثَانًا وَرِئَاءً﴾ (مریم: ۷۴)

ترجمہ: ہم تو ان سے پہلے بہت سی جماعتوں کو غارت کر چکے ہیں جو ساز و سامان اور نام و غرور میں ان سے بڑھ کر تھیں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اس نے اس سے پہلے بہت ساری قوموں کو ہلاک و برباد کر دیا ہے جو کہ حسین و جمیل شکلوں والے، کافی دولت و ثروت والے اور نہایت دیدہ زیب رعنائی والے تھے کہ انہیں یہ ساری چیزیں جن سے وہ لطف

اندوز ہو رہے تھے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے عذاب سے بچانہ سکیں:

﴿أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْهُمْ وَأَشَدَّ قُوَّةً وَأَثَاراً فِي الْأَرْضِ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ (غافر: ۸۲)

ترجمہ: کیا انہوں نے زمین میں چل پھر کر اپنے سے پہلوں کا انجام نہیں دیکھا جو ان سے تعداد میں زیادہ تھے قوت میں سخت اور زمین میں بہت ساری یادگاریں چھوڑیں تھیں ان کے کئے کاموں نے انہیں کچھ بھی فائدہ نہ پہنچایا۔

معلوم ہوا باطن کا حسن و جمال اور دل کا صحیح و سلامت ہونا ہی وہ اصل اور اساس ہے جس پر اس دنیا کی کامیابی اور آخرت میں یومِ معاد کی فلاح و نجات کی بنیاد رکھی جاتی ہے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَبْنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُؤَارِي سَوَاتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ﴾ (الاعراف: ۲۶)

ترجمہ: اے آدم علیہ السلام کی اولاد ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا جو تمہاری شرمگاہوں کو بھی چھپاتا ہے اور موجبِ زینت بھی ہے اور تقویٰ کا لباس، یہ اس سے بڑھ کر ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ یہ لوگ یاد رکھیں۔

اللہ جل شانہ نے یہ بالکل واضح کر دیا ہے کہ تقویٰ کا لباس اور زینتِ تقویٰ یہ ظاہری جمال اور لباسِ فاخرہ وغیرہ سے کہیں بڑھ کر اچھا اور بہتر ہے۔ لہذا کسی بھی

بندہ کیلئے لباس تقویٰ اور اس سے مزین اور مرصع ہونا اس وقت تک ممکن ہی نہیں ہے جب تک کہ وہ صحیح طور پر اپنے قلب کی اصلاح اُسے پاکیزہ اور طاہر و صاف ستھرا نہ بنالے، کیونکہ تقویٰ کا اصلی ٹھکانہ دل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

﴿ذَلِكَ وَمَنْ يُعْظَمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ﴾ (الحج: ۳۲)
ترجمہ: یہ سن لیا اب اور سنو! اللہ کی نشانیوں کی جو عزت و حرمت کرے اس کے دل کی پرہیزگاری کی وجہ سے یہ ہے۔ (یعنی یہ دل کے ان افعال سے تعلق رکھتے ہیں جن کی بنیاد تقویٰ ہے)۔

پس اللہ جلّ و علانے دین کے تمام شعائر (امور) اور اسلام کے جملہ احکام کی تعظیم کرنے کو بندہ کے دل میں تقویٰ کے موجود ہونے کی دلیل قرار دیا ہے۔
صحیح مسلم میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رب سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ جلّ و علا کا ارشاد ہے:

”يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجَنَّتُمْ كَانُوا عَلَىٰ أَتَقَىٰ قَلْبٍ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِّنْكُمْ مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجَنَّتُمْ كَانُوا عَلَىٰ أَفْجَرِ قَلْبٍ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِّنْكُمْ مَا نَقَصَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا“ (صحیح مسلم رقم: ۲۵۷۷)

ترجمہ: اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے والے اور تمہارے بعد والے سارے لوگ اور تم سب انسان اور تم سب جنات سب ملکر تم میں سے ایک آدمی کے سب

سے زیادہ تقویٰ والے دل پر اکٹھا ہو جائیں تو یہ بات میری سلطنت میں کسی بھی چیز کا اضافہ نہیں کر سکتی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے سابقین اولین اور تمہارے تمام متاخرین اور تمہاری پوری انسانیت اور تمہاری پوری جنات کی دنیا باہم ملکر تم میں سے ایک شخص کے سب سے زیادہ فاجر و فاسق دل پر اکٹھا ہو جائیں تو یہ بات بھی میری بادشاہت میں سے کسی بھی چیز کو کم نہیں کر سکتی۔

یہ حدیث صراحۃً بتلا رہی ہے کہ تقویٰ میں اصل معیار دل کا تقویٰ ہے، اور ایسے ہی فسق و فجور میں اصل بنیاد دل کا فاسق و فاجر ہونا ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے تقویٰ اور فجور کو اس کے حقیقی محل کی طرف منسوب کیا ہے اور وہ ہے دل، اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے اس کی وضاحت کر دی ہے، امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”التَّقْوَىٰ هَا هُنَا، التَّقْوَىٰ هَا هُنَا، وَأَشَارَ إِلَىٰ

صَدْرِهِ“ (صحیح مسلم رقم: ۲۵۶۴)

ترجمہ: تقویٰ یہاں ہے تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے۔ اور آپ ﷺ نے اپنے سینہ مبارک کی جانب اشارہ فرمایا۔

بلاشبہ نبی کریم ﷺ کا اپنے سینہ مبارک کی جانب اشارہ کرنا، اس بات کی علامت ہے کہ سینہ دل کا مسکن ہے اور جو تقویٰ کا مستقر ہے جس میں تقویٰ کی اصلیت پنہاں ہے۔

میرے پیارے بھائی: تمہارے دل کا معاملہ بڑا عظیم ہے اور اس کی شان بہت

بلند ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسی کی اصلاح کے لئے کتابوں کا نزول فرمایا اور اس کو پاک و صاف، عمدہ اور طیب و طاہر بنانے کے لئے اللہ نے رسولوں کو مبعوث کیا، رب العالمین کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَ تَكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ وَهَدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ﴾ (يونس: ۵۷)

ترجمہ: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لئے شفا ہے اور رہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے۔

اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ (آل عمران: ۱۶۴)

ترجمہ: بے شک مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ ان ہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔

ثابت ہوا کہ سب سے عظیم چیز جسے رسول صلوات اللہ وسلامہ علیہ لے کر آئے وہ دلوں کی اصلاح ہے اسی بنیاد پر دلوں کی اصلاح و تطہیر کے لئے طریقہ رسول اکرم ﷺ کے علاوہ اور کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے۔

اور دلوں کی طرف زیادہ توجہ کی ضرورت اس لئے بھی ہے کہ وہ ایک لطیف و حساس گوشت کا لوتھڑا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت اور اپنے علم سے اسے چن لیا ہے اور پھر اسے اپنے نور کے لئے محل اور اپنی ہدایت کے لئے جائے قرار بنایا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس کے لئے اپنی کتاب عزیز میں مثال بھی بیان کر دی ہے فرمانِ رب العالمین ہے:

﴿اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مِثْلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبْرَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُورٌ عَلَى نُورٍ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾
(النور: ۳۵)

ترجمہ: اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا اس کے نور کی مثال مثال ایک طاق کے ہے جس میں چراغ ہو اور چراغ شیشہ کی قندیل میں ہو اور شیشہ مثل چمکتے ہوئے روشن ستارے کے ہو وہ چراغ ایک بابرکت درخت زیتون کے تیل سے جلایا جاتا ہو جو درخت نہ شرقی ہے نہ مغربی خود وہ تیل قریب ہے کہ آپ ہی روشنی دینے لگے اگرچہ اسے آگ نہ بھی چھوئے، نور پر نور ہے اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف رہنمائی کرتا ہے جسے چاہے۔ لوگوں (کے سمجھانے) کو یہ مثالیں اللہ تعالیٰ بیان فرما رہا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کے حال سے بخوبی واقف ہے۔

چنانچہ قلب جملہ معرفت کا محل ہے، اسی سے بندہ اپنے رب و مولیٰ کو پہنچاتا ہے، اسی سے اللہ جلّ و علا کے تمام اسماء اور تمام صفات کو بھی پہنچاتا ہے اور اسی قلب سے اللہ کی شرعی آیات میں غور و فکر بھی کرتا ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا﴾ (محمد: ۲۴)

ترجمہ: کیا یہ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے؟ یا ان کے دلوں پر ان کے تالے لگ گئے ہیں ہاں بلکہ ان کے دلوں پر تالے لگ گئے ہیں جو انہیں غور و فکر سے روکتے ہیں۔ اور اسی قلب سے آفاق اور انفس میں جو اللہ تعالیٰ کی تخلیقی آیات کو نبیہ ہیں، پر تدبر و تفکر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ

أَذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِنْ تَعْمَى

الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ﴾ (الحج: ۴۶)

ترجمہ: کیا انہوں نے زمین میں سیر و سیاحت نہیں کی کہ جو ان کے دل ان باتوں کے سمجھنے والے ہوتے یا کانوں سے ہی ان (واقعات) کو سن لیتے، بات یہ ہے کہ صرف آنکھیں ہی اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

یہاں سبحانہ و تعالیٰ نے یہ بیان کیا کہ آفاق و انفس میں موجود جو تخلیقی اور کوئی آیات ہیں، ان سے نفع حاصل کرنے کا اصل اعتبار دلوں کا فہم و بصیرت ہے۔

اور جو چیز قلب کے ساتھ زیادہ اہتمام پر زور دیتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ دل حقیقت میں وہ سواری ہے جس پر بندہ آخرت کا سفر طے کرتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سفر دراصل دلوں کا سفر ہے نہ کہ جسموں کا۔ شاعر کہتا ہے:

اس (اللہ) کی جانب دلوں سے مسافت طے کرنا ہوتا ہے، سوار یوں کے اوپر بیٹھ کر منزل طے کرنا نہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم غزوہ تبوک سے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ لوٹے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”إِنَّ أَقْوَامًا خَلَفْنَا بِالْمَدِينَةِ مَا سَلَكْنَا شِعْبًا وَلَا وَادِيًا إِلَّا وَهُمْ

مَعَنَا حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ“ (بخاری رقم: ۴۴۲۳)

ترجمہ: بے شک کچھ لوگ ہیں جو ہمارے پیچھے مدینہ میں رہ گئے ہیں ہم نے کوئی پہاڑی گھاٹی اور کوئی وادی سفر میں طے نہیں کیا مگر وہ ہمارے ساتھ ساتھ ہیں، انہیں عذر نے روک رکھا ہے۔

اور مسلم کی روایت میں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ:

”إِلَّا شَرَكُواكُمْ فِي الْأَجْرِ حَبَسَهُمُ الْمَرَضُ“ (مسلم رقم

الحديث: ۱۹۱۱)

ترجمہ: مگر وہ لوگ تمہارے ساتھ اجر میں برابر کے شریک ہیں انہیں مرض نے روک لیا ہے۔

چنانچہ یہ لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت میں سے تھے جن کے جسم کسی عذریہ مرض کی وجہ سے مدینہ میں روک لئے گئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس غزوہ میں نہ نکل سکے، لیکن وہ اپنے دلوں اور عزم محکم کے ساتھ نکلے، گویا وہ اپنی روحوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور اپنے وجود کے ساتھ دارالہجرت مدینہ میں۔ اور یہ قلبی جہاد کہلاتا ہے، علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: اور جہاد کی یہ قسم جہاد قلبی کہلاتا ہے، اور یہ جہاد کے چار مراتب میں سے ایک مرتبہ ہے جو یہ ہیں:

(۱) دل (۲) زبان (۳) مال (۴) بدن

اور حدیث میں آیا ہے:

﴿جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِالسِّنَتِكُمْ وَقُلُوبِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ﴾

(ابوداؤد ۲۵۰۴ النسائی: ۷/۶ واحمد: ۱۲۴/۳، ۱۵۳،

زاد المعاد: ۵۷۱/۳)

ترجمہ: مشرکوں سے اپنی زبان، دل اور مال سے جہاد کرتے رہو۔

ثابت ہوا کہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جو مرض یا کسی عذر کی وجہ سے مدینہ سے نہیں نکلے اور وہ جو اپنی جان و مال کے ساتھ نکلے سب لوگ اجر و ثواب میں برابر ہیں اور اور یہ اللہ کا فضل و کرم ہے جسے چاہتا ہے نوازتا ہے۔

چنانچہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سبقت پختہ ارادہ، سچی رغبت اور مستحکم عزم کے ذریعہ ہوتا ہے، اگرچہ آدمی کسی عذر کی وجہ سے عمل سے پیچھے رہ جائے۔

ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”بدنی اعمال کی کثرت کی وجہ سے فضائل

شمار نہیں ہوتے ، بلکہ جب یہ اللہ عزوجل کے لئے خالص ہوتے ہیں اور سنت کی متابعت پر بالکل صحیح اترتے ہیں ، اور دلوں کی سچی معرفت اور اعمال کی کثرت کی بنا پر فضائل شمار ہوتے ہیں۔ (المحج فی سیر الدلج ص ۵۲)

اور اسی حقیقت کو بکر بن عبداللہ المزنی رحمہ اللہ نے ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی تمام صحابہ رضی اللہ عنہم پر سبقت رکھنے کے راز کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ: ابو بکر رضی اللہ عنہ کا تمام صحابہ رضی اللہ عنہ پر سبقت رکھنے کا راز نماز روزوں کی کثرت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ وہ معرفت ہے جو ان کے دل میں اتر گئی تھی۔
شاعر کہتا ہے:

تمہاری جرات رفتار کی مانند کون ہے میرے لئے
کہ تم آہستہ چلتے ہو اور پہلے پہنچتے ہو۔

اے میرے بزرگ برادر! بے شک حقیقت میں تقویٰ دلوں کا تقویٰ ہے جسم کے اعضاء و جوارح کا تقویٰ نہیں ہے، اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کا وہ قول ہے جو اس نے قربانی کے لئے ذبح کئے جانے والے جانوروں کے متعلق فرمایا:

﴿لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لَحْمُهَا وَلَا دِمَاءُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ
مِنْكُمْ﴾ (الحج: ۳۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت نہیں پہنچتے نہ ان کے خون بلکہ اسے تو تمہارے دل کی پرہیزگاری پہنچتی ہے۔

چنانچہ دلوں کی پرہیزگاری اور تقویٰ ہی ہے جو اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے، جیسا کہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ﴾ (فاطر: ۱۰)

ترجمہ: تمام ترستھرے کلمات اس کی طرف چڑھتے ہیں اور نیک اعمال ان کو بلند کرتا ہے۔

لہذا تمام عمل سے مقصود صرف اللہ کے لئے دلوں کا تقویٰ اور پرہیزگاری ہے، اور اللہ وحدہ لا شریک لہ کی محبت و تعظیم کے ساتھ یہی تقویٰ ہی درحقیقت دلوں کی عبادت و بندگی ہے نہ کہ دیگر باتیں:

شاعر کہتا ہے:

اللہ کے نزدیک فضل و شرف بہ شکل اعمال نہیں ہے
بلکہ فضل و شرف ایمان کی حقیقتوں میں ہے
اور اعمال میں فضیلت و فوقیت تابع ہوتی ہے
صاحب اعمال کے دل کے ساتھ جو بُرہان سے مرصع ہوتا ہے
یہاں تک کہ دو عمل کرنے والے ہیں دونوں
ایک مرتبہ میں بظاہر دیکھنے میں نظر آتے ہیں
لیکن ان دونوں میں اتنا ہی فرق ہوتا ہے جتنا کہ
آسمان و زمین کے درمیان، فضل میں اور وزن میں

اور جو چیز قلب کے ساتھ بطور اصلاح و تزکیہ اور بطور آفات سے خالی اور فضائل سے مرصع ہونے کے خصوصی عنایت و توجہ پر زیادہ زور دیتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے اپنے بندوں سے مرکز نگاہ ان کے دلوں کو بنایا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى أَجْسَادِكُمْ وَلَا إِلَى صُورِكُمْ وَلَكِنْ يَنْظُرُ

إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَشَارَ بِأَصْبُعِهِ إِلَى صَدْرِهِ“ (مسلم رقم

الحديث: ۲۵۶۴)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نہیں دیکھتا ہے تمہارے جسموں کو اور نہ ہی تمہاری شکلوں کو

بلکہ وہ دیکھتا ہے تمہارے دلوں کو اور اشارہ کیا آپ ﷺ نے اپنی انگلی سے

اپنے سینہ مبارک کی جانب۔

چنانچہ ایمان و کفر، ہدایت و ضلالت اور نیکی و بدی کے درمیان اصل بنیاد و اساس

بیشک وہ چیز ہے جو بندہ اپنے دل سے انجام دیتا ہے۔ اسی بناء پر علماء امت کی

اکثریت اس بات کی طرف گئی ہے کہ جس شخص کو کفر کہنے پر مجبور کیا گیا تو اس کا اس پر

مواخذہ نہیں ہوگا جب تک اس کا سینہ اسلام کے لئے کھلا ہوا ہے اور دل ایمان سے

لبریز و مطمئن ہے، جیسا کہ اللہ جلّ ذکرہ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أَكْرَهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ

بِالْإِيمَانِ وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ

اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ☆ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ اسْتَحْبُوا الْحَيَاةَ

الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ﴾

(النحل: ۱۰۶-۱۰۷)

ترجمہ: جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ سے کفر کرے بجز اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو مگر جو لوگ کھلے دل سے کفر کریں تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور انہی کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت سے زیادہ محبوب رکھا، یقیناً اللہ تعالیٰ کا فر لوگوں کو راہ راست نہیں دکھاتا۔

یہ آیت کریمہ اکثر مفسرین کے قول کے مطابق عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، وہ جب اسلام لائے تو مشرکوں نے انہیں بہت ستایا اور انہوں نے ان سے اسلام کے خلاف بہت کچھ کہلوایا یہاں تک کہ ان کفار کی طلب پر عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے اللہ کے ساتھ کفریہ کلمات اور نبی کریم ﷺ کے بارے میں غیر شائستہ اور ناروا جملے بھی کہہ ڈالے، تو عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت مبارکہ میں پہنچے اور روتے ہوئے اپنے حالات کو آپ کے سامنے بیان فرمایا، تو نبی ﷺ نے فرمایا:

”كَيْفَ تَجِدُ قَلْبَكَ ؟ فَقَالَ : مُطْمَئِنًّا بِالْإِيمَانِ : فَقَالَ النَّبِيُّ

ﷺ مُبَشِّرًا مُبَشِّرًا : فَإِنْ عَادُوا فَعُدْ“ رواہ الحاکم ۳۵۷/۲

وصححه علی شرط الشیخین ووافقه الذہبی)

ترجمہ: اپنے دل کو تم کیسا پاتے ہو؟ تو عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایمان پر دل مطمئن ہے۔ تو نبی ﷺ نے بشارت سناتے ہوئے اور اور آسانی فرماتے ہوئے کہا: اگر وہ لوگ دوبارہ پہلے جیسا کریں تو تم بھی ویسا ہی کرو۔ پس تمام تعریفیں ہیں اللہ کے لئے جو حمد والا ہے اور بزرگی والا (حمید مجید) ہے۔

اور وہ چیز جو قلب کے ساتھ عنایتِ خاص پر زور دلاتی ہے: یہ کہ انسان کا دل تاج پوش بادشاہ ہے اور وہی ایسا مطاع سردار ہے جس کی تابعداری کی جاتی ہے، پس اس کا صالح ہونا اور سلامت و درست ہونا ہر خیر کی بنیاد و اساس ہے، اور دنیا و آخرت میں ہر فلاح کا سبب ہے، بخاری و مسلم میں نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”أَلَا إِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ“ (البخاری

حدیث: ۵۲ مسلم حدیث: ۱۵۹۹)

ترجمہ: یاد رکھو اور بے شک جسم میں ایک گوشت کا لوتھر ا ہے جب وہ صحیح سالم ہوتا ہے تو پورا جسم صحیح سالم ہوتا ہے اور جب وہ خراب و فاسد ہو جاتا ہے تو پورا جسم خراب و فاسد ہو جاتا ہے، یاد رکھو وہ لوتھر ا دل ہے۔

اور یہ چیز بڑی وضاحت کے ساتھ بتلا رہی ہے کہ دل کی عبادت ہی وہ اصل ہے جس پر تمام عبادات کی بنیاد پڑتی ہے، پس جسموں کی سلامتی دلوں کی سلامتی پر موقوف ہے، تو جب دلوں کی سلامتی تقویٰ اور ایمان کے ساتھ پائی جائے گی تو پورا جسم اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ سلامت ہوگا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے انس رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”لَا يَسْتَقِيمُ إِيْمَانُ عَبْدٍ حَتَّى يَسْتَقِيمَ قَلْبُهُ“ (مسند الامام

احمد: حدیث: ۱۳۰۷۹)

ترجمہ: کسی بندہ کا ایمان درست و صحیح نہیں ہو سکتا، یہاں تک کہ اس کا دل ٹھیک و درست نہ ہو جائے۔

چنانچہ بندہ کا ایمان دل کی صحت و درستگی کے بغیر نہ تو درست ہو سکتا ہے اور نہ ہی صحیح ہو سکتا ہے۔

اور اسی بناء پر علیم و خبیر (اللہ) نے قیامت کے دن نجات کو دل کی سلامتی اور اس کی صحت اور اس کی پاکیزگی پر معلق کر دیا ہے، فرمان رب جل و علا ہے:

﴿يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ☆ إِلَّا مَنْ آتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ﴾

(الشعراء: ۸۸-۸۹)

ترجمہ: جس دن کہ مال اور اولاد کچھ کام نہ آئے گی۔ لیکن فائدہ والا وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے سامنے بے عیب دل لے کر جائے۔

اور وہ چیز جو کہ قلب کے ساتھ عنایتِ خاص پر زیادہ زور دیتی ہے، یہ ہے کہ دل کی سب سے نمایاں صفات اور سب سے زیادہ خاص خوبیوں میں سے ایک دل کا الثنا پلٹنا اور پھرتا رہنا ہے۔

شاعر کہتا ہے:

انسان کا نام انسان اس کی اُنسیت کی وجہ سے رکھا گیا ہے

اور قلب کا نام قلب صرف اس وجہ سے رکھا گیا کہ وہ الثنا پلٹتا

اور قلا بازیاں کھاتا رہتا ہے۔

چنانچہ دل بڑی سرعت و تیزی کے ساتھ الٹتا پلٹتا، بڑی تیزی و سرعت سے گردش کرتا اور تغیر پزیر ہوتا ہے، امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں مقدار بن اسود رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”لَقَلْبُ ابْنِ آدَمَ أَشَدُّ انْقِلَابًا مِنَ الْقَدْرِ إِذَا اجْتَمَعَتْ غُلَيَانًا“

(المسند لاحمد: ۷۲۳۱)

ترجمہ: بیشک ابن آدم کا دل بہت تیزی کے ساتھ الٹتا پلٹتا ہے اس ہنڈی سے کہیں بڑھ کر جس میں جوش مارنے کی شدت مزید بڑھ گئی ہو۔

اس کے بعد مقدار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیشک نیک بخت (سعید) وہ شخص ہے جو فتنوں سے بچا لیا گیا ہو، اس کلمہ کو وہ تین بار دہراتے رہے، اور وہ اس سے یہ اشارہ کر رہے تھے کہ اس اضطراب و انقلاب کا سبب، دلوں پر بہ کثرت فتنوں کا وارد ہونا ہے اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ کی اکثر دعا یہ ہوا کرتی تھی:

”اَللّٰهُمَّ مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّثْ قَلْبِيْ عَلٰی دِيْنِكَ“ (مسند

الامام احمد: ۲۷۰۵۴)

ترجمہ: اے اللہ دلوں کے الٹنے پلٹنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔ مسند امام احمد میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی دعاؤں میں بہ کثرت یہ کہا کرتے تھے:

”اَللّٰهُمَّ مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّثْ قَلْبِيْ عَلٰی دِيْنِكَ“ (مسند

الامام احمد: ۲۷۰۵۴)

ترجمہ: اے اللہ دلوں کو الٹنے پلٹنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔
اور آپ ﷺ کی دعاؤں میں سے ایک یہ بھی ہے:

”وَأَسْأَلُكَ قَلْبًا سَلِيمًا“ (اخرجه احمد ۴/۱۲۳، ۱۲۵)

والترمذی: ۳۴۰۷ والنسائی: ۱۳۰۵)

ترجمہ: اور میں تجھ سے قلب سلیم مانگتا ہوں۔

یہ جملہ اہتمامہائے قلب اس لئے ہے کہ دل کا گناہوں کی طرف لڑھکنا بہت عظیم بات ہے اور اس کا حق سے انحراف و برگشتگی نہایت ہی خطرناک ہے۔ کیونکہ دل کا سب سے کمترین درجہ کا انحراف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کی توجہ پھر جانا ہے اور پھر اس کی انتہا اس پر مہر (ختم) کا لگ جانا اور نیک کاموں کی توفیق سے محروم ہو جانا اور پھر اسی پر موت ہو جانا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (الروم: ۵۹)

ترجمہ: اللہ ان لوگوں کے دلوں پر جو سمجھ نہیں رکھتے یوں ہی مہر کر دیتا ہے۔

اور دوسری جگہ اللہ جلّ ذکرہ نے فرمایا:

﴿أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَى عِلْمٍ وَخَتَمَ

عَلَى سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَى بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ

بَعْدِ اللَّهِ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ﴾ (الجاثية: ۲۳)

ترجمہ: کیا آپ نے اُسے بھی دیکھا؟ جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور باوجود سمجھ بوجھ کے اللہ نے اسے گمراہ کر دیا ہے اور اس کے کان اور

دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھ پر بھی پردہ ڈال دیا ہے۔ اب ایسے شخص کو اللہ کے بعد کون ہدایت دے سکتا ہے کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے۔
یہ تمام سابقہ وضاحتیں قلب کی قدر و منزلت اور دنیا و آخرت میں ایک انسان کی سعادت و کامرانی کے سلسلے میں اس کے کردار و اثر اور اس کے خطرات و مضرات کو بیان کرتی ہیں۔

تو کیا یہ گوشت کا لوتھڑا ایک لمحہ کیلئے تامل اور غور و فکر کا مستحق نہیں ہے؟
کیا یہ دل حق نہیں رکھتا کہ کچھ لمحات اس کے بارے میں بحث و تحقیق اور تفتیش میں گزارے جائیں؟

اور کیا یہ دل وقفہء امتحان و آزمائش اور جانچ کا مستحق نہیں ہے؟
اس دن قیامت سے پہلے جس میں تمام راز فاش ہو جائیں گے اور پوشیدہ معاملات عیاں ہو جائیں گے، اپنے دل کی ان چیزوں کے بارے میں خبر لو جو تمہارے سینے پر طاری ہوتی اور دل میں جگہ و مقام بناتی ہیں۔ ارشادِ باری ہے:

﴿أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ ☆ وَحُصِّلَ مَا فِي

الصُّدُورِ ☆ إِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ﴾ (العادیات:

(۱۱-۹)

ترجمہ: کیا اسے وہ وقت معلوم نہیں جب قبروں میں جو کچھ ہے نکال لیا جائے گا اور سینوں کی پوشیدہ باتیں ظاہر کر دی جائیں گی، بیشک ان کا رب اس دن ان کے حال سے پورا پورا باخبر ہوگا۔

میرے کرم فرما بھائی! بغیر کسی سُستی واکتاہٹ اور کمزوری طبع کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے دل کی حفاظت اور اس کی اصلاح اور اس پر حسنِ نظر ڈالنے کی بھرپور کوشش کرو۔ کیونکہ تمہارا دل تمہارے اعضاءِ جسم میں خطرات کے لحاظ سے سب سے عظیم عضو ہے اور یہ دیگر اعضاء کی بہ نسبت اثر قبول کرنے میں سب سے آگے ہے نیز ان اعضاء کی بہ نسبت اس کا معاملہ بہت لطیف اور باریک ہے۔ نیز ان اعضاء کی بہ نسبت اس کی اصلاح سب سے زیادہ دشوار ترین ہے۔

اور اس بات کو آپ خوب اچھی طرح جان لیں کہ ان دلوں کی اصلاح اور اس میں استقامت کا پیدا ہونا اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک ان کو تمام امراض سے پاک و صاف نہ کیا جائے اور ان آفات و خطرات سے محفوظ نہ کیا جائے جو انہیں فاسد اور خراب کر دیتے ہیں۔

اور یہ امراض اور وہ ساری آفات پانچ آفتوں کی طرف پلٹتی ہیں جو تمام بیماریوں کی جڑ اور ہر بلا و مصیبت کا سرچشمہ ہیں جو ان سے محفوظ رہا درحقیقت وہ تمام امراض و بلاؤں سے محفوظ ہو گیا۔
شاعر کہتا ہے:

پس اگر تم ان بیماریوں سے بچ گئے تو ساری خطرناک ہلاکتوں سے بچ گئے
اور اگر تم ان سے نہیں بچ سکے تو پھر میں نہیں سمجھتا کہ تم نجات پاسکو گے۔

پہلی آفت

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا:

خواہ شرک معمولی ہو یا عظیم ترین ہو، چھوٹا ہو یا بڑا ہو، بذات خود شرک ظلم عظیم ہے، اور شرک ہر شر و فساد کی جڑ و بنیاد ہے، اس سے دل پر ظلم ہوتا ہے اور اسے یہ مار ڈالتا اور تباہ و برباد کر دیتا ہے۔

﴿فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ وَمَنْ يُرِدْ أَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصْعَدُ فِي السَّمَاءِ كَذَلِكَ يَجْعَلُ اللَّهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ﴾
(الانعام: ۱۲۵)

ترجمہ: سو جس شخص کو اللہ تعالیٰ راستہ پر ڈالنا چاہے اس کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیتا ہے اور جس کو بے راہ رکھنا چاہے اس کے سینہ کو بہت تنگ کر دیتا ہے جیسے کوئی آسمان میں چڑھتا ہے، اسی طرح اللہ ایمان نہ لانے والوں پر ناپاکی مسلط کر دیتا ہے۔

اور اللہ جلّ و علا نے دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ﴾ (الانعام: ۸۲)

ترجمہ: جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے، ایسوں ہی کے لئے امن ہے اور وہی راہ راست پر چل رہے ہیں۔

پس ایسے مومن حضرات جو اپنے ایمان میں سچے ہیں اور جنہوں نے اپنے ایمان

میں شرک کی آمیزش و ملاوٹ نہیں کی، انہی کے لئے اللہ رب العالمین کی جانب سے پورا امن اور مکمل ہدایت ہے۔

اللہ جلّ و علا نے ارشاد فرمایا:

﴿سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللّٰهِ

مَا لَمْ يُنَزَّلْ بِهِ سُلْطَانًا﴾ (آل عمران: ۱۵۱)

ترجمہ: ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دیں گے اس وجہ سے کہ یہ اللہ کے ساتھ ان چیزوں کو شریک کرتے ہیں جس کی کوئی دلیل اللہ نے نہیں اتاری۔

چنانچہ دل کے لئے کسی طرح کی کوئی سلامتی اور کوئی صلاح و بھلائی اللہ وحدہ لا شریک لہ کی توحید کے بغیر ممکن نہیں، لہذا جس قدر انسان کے پاس توحید کی صداقت اور سلامتی اعتقاد پائی جائے گی اُسی قدر اس کے لئے سلامتی صدر (سینہ کی سلامتی) اور اصلاحِ قلب پائی جائے گی۔

دل کی تخلیق کا مقصد ہی یہی ہے کہ یہ اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانے اور اس کی شایان شان اس سے محبت کرے، اور اس کی توحید و یکتائی کا اقرار و یقین کرے، اور اس بات کو بھی عملی تطبیق دے کہ اللہ ہی دنیا کی ہر شے سے بڑھ کر اس کو محبوب ہے، اور دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر وہی ہستی کامل ترین امید اور نہایت عظیم ہے، تو دل کی بھلائی بس اسی چیز کے حصول میں ہے، اور یہی مقصود ہے جس کی خاطر اس کی تخلیق ہوئی ہے کہ اللہ کی معرفت اور اس کی محبت اور اس کی تعظیم اسے حاصل ہو،

اور اگر یہ چیز اسے حاصل نہیں ہوتی تو پھر اس کا فاسد ہونا یقینی ہے، کیونکہ ان مذکورہ چیزوں کے بغیر دلوں کی اصلاح ممکن نہیں ہے۔

دوسری آفت

بدعت اور سنت کی مخالفت:

اور یہ بدعتیں اپنے کرنے والوں کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دوری کے سوا اور کچھ نہیں دیتی ہیں، یہ دلوں کو فاسد کر دیتی ہیں اور اسے نفع پہنچانے والی اور پاکیزہ بنانے والی چیزوں سے یکسر کاٹ کر رکھ دیتی ہیں، پس آپ جان لیجئے کہ سب سے بہترین راستہ اور ہدایت محمد ﷺ کا راستہ اور ہدایت ہے اور سب سے بری چیز دین میں نئی چیزوں کا پیدا کرنا ہے، اور ہر نئی چیز بدعت ہے، اور ہر بدعت ضلالت و گمراہی ہے، پس جب بدعتوں سے دل لبریز ہو جاتا ہے تو اسے بے انتہا تاریک اور اس کی سوچ و فکر کو نہایت فاسد و خراب کر دیتی ہیں۔ تو اب اسے سلامتی کہاں سے حاصل ہوگی؟ اسی نقطہ کو مد نظر رکھتے ہوئے اہل بدعت کی صحبت سے کلیۃً بچنے کے لئے سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا ہے کہ: ”جس نے کسی بدعتی کی مصاحبت اپنائی اللہ تعالیٰ اس میں اندھا پن ڈال دیتا ہے“، ہم اس سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

شاعر کہتا ہے:

جب تم بیمار نہیں اور کسی بیمار کی صحبت اپنالی

اور تم اس کے ساتھی و ہمد بن گئے تو پھر تم بھی بیمار ہو گئے۔
 بلاشبہ بنی کریم ﷺ نے خیانت اور نفس پرستی جو کہ دلوں کی بیماریوں اور اس کی
 بڑی تباہ کن وباؤں میں سے ہیں، ان سے دل کو پاکیزہ و صاف ستھرا رکھنے کے جو
 اسباب بتلائے ہیں ان میں سے مسلمانوں کی جماعت کو ہمیشہ لازم پکڑنا اور کسی بھی
 بدعت یا گمراہی کے ذریعہ ان سے کبھی بھی الگ نہ ہونا، یا ان سے بغاوت نہ
 کرنا ہے۔

تیسری آفت

اتباع شہوات اور معاصی میں واقع ہونا:

پس یہ دونوں چیزیں شہوتیں اور سہوات انسان کے قلب کو ہلاک و برباد کرنے
 کے عظیم ترین اسباب میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے شہوتوں کی محبت اور اس کے اتباع
 کے نتیجہ میں جو اثر مرتب ہوتا ہے اسے بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ

عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ بَصَرِهِ غِشْوَةً فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ

بَعْدِ اللَّهِ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ﴾ (الجاثية: ۲۳)

ترجمہ: کیا آپ نے اسے بھی دیکھا؟ جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے
 اور بادلِ سمجھ بوجھ کے اللہ نے اسے گمراہ کر دیا ہے، اور اس کے کان اور دل
 پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھ پر بھی پردہ ڈال دیا ہے اب ایسے شخص کو اللہ

کے بعد کون ہدایت دے سکتا ہے۔ کیا اب بھی تم نصیحت نہیں پکڑتے۔
اب تم ذرا غور و فکر کرو! کہ شہوتوں کی پیروی دل پر مہر لگنے کا سبب کیسے بن گئی،
پھر تم نظر ڈالو اور سوچو اور غور و فکر کرو اور گہرائی میں ذرا اتر کر تدبر سے کام لو کہ کس
طرح سے دل پر لگی یہ مہر اور اس کے پردہ کا اثر جسم کے تمام حصوں تک سرایت
کر گیا۔ رب ذوالجلال نے سچ فرمایا:

﴿وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاةً فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ أَفْلَا تَذَكَّرُونَ﴾ (البجائیہ: ۲۳)

ترجمہ: اور اللہ نے اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا ہے اب ایسے شخص کو اللہ کے بعد کون
ہدایت دے سکتا ہے، کیا اب بھی تم نصیحت نہیں پکڑتے؟

پس اے وہ شخص جو اپنے دل کی سلامتی چاہتا ہے تو ان فتنوں سے بچ اور دل کو
شہوت کے مرض سے بچا، کیونکہ یہ مرض ہلاکتوں اور تباہیوں کے گڈھے میں گرانے
والا ہے اللہ جل و علا کا فرمان ہے:

﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ (المطففين: ۱۴)

ترجمہ: یوں نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کی وجہ سے زنگ (چڑھ گیا) ہے۔
پس یہ سارے گناہ دلوں کو اندھا کر دیتے ہیں، اس لئے حتی المقدور ان گناہوں
سے بچو، کیونکہ یقینی طور پر یہ برائیاں برے انجام کا پیش خیمہ ہیں۔

شاعر کہتا ہے:

میں گناہوں کو دیکھتا ہوں کہ دلوں کو مردہ بنا دیتے ہیں

اور اس پر ہمیشگی ذلت و رسوائی مسلط کر دیتی ہے
 اور گناہوں کو چھوڑنا دلوں کے لئے حیات و زندگی ہے
 اور گناہوں کی نافرمانی تمہارے نفس کے لئے خیر ہی خیر ہے
 امام مسلم رحمہ اللہ نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ
 انہوں نے فرمایا:

”تُعَرَضُ الْفِتْنُ عَلَى الْقُلُوبِ كَالْحَصِيرِ غُوداً غُوداً فَأَيُّ
 قَلْبٍ أُشْرِبَهَا نُكَيْتَ فِيهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءٌ وَأَيُّ قَلْبٍ أَنْكَرَهَا نُكَيْتَ
 فِيهِ نُكْتَةٌ بَيْضَاءٌ حَتَّى تَصِيرَ عَلَى قَلْبَيْنِ عَلَى أَبْيَضٍ مِثْلِ
 الصَّفَا فَلَا تَضُرُّهُ فِتْنَةٌ مَا دَامَتِ السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ وَالْآخِرُ
 أَسْوَدُ مُزْبَاداً كَالْكُوزِ مُجَخَّيًّا لَا يَعْرِفُ مَعْرُوفاً وَلَا يَنْكُرُ
 مُنْكَرًا إِلَّا مَا أُشْرِبَ مِنْ هَوَاهُ“ (مسلم: ۱۴۴)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے! فتنے دلوں پر چٹائی کی ایک
 ایک لکڑی کی مانند پیش ہوتے ہیں، پس جس دل کو یہ فتنہ پلا دیا گیا تو اس
 میں ایک سیاہ نکتہ پڑ جاتا ہے، اور جس دل نے اس کا انکار کر دیا تو اس
 میں ایک سفید نکتہ پڑ جاتا ہے، یہاں تک کہ یہ نکتہ دو دلوں پر ہو جاتا ہے ایک
 بالکل سفید دل پر جیسے کہ سفید چکنا بڑا پتھر، پس اس کو کوئی فتنہ نقصان نہیں پہنچا
 سکتا جب تک کہ آسمان اور زمین باقی ہیں، اور دوسرا سیاہ دل پر سفید نکتہ
 اس کو زہ (مٹکا) کی مانند جو اوندھا منہ پڑا ہو، وہ دل کسی بھی نیکی اور بھلائی

کو نہیں پہنچتا ہے اور نہ ہی کسی منکر اور بُری بات کا وہ انکار ہی کرتا ہے
مگر صرف وہی چیز جو اس کے ہوائے نفس کی اسے پلا دی گئی ہے۔

چنانچہ جملہ برائیاں ہر طرف سے دل کو گھیر لیتی ہیں، اور انسان جب اپنے
ہوائے نفس کی پیروی کرتا ہے اور گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کے اندر ہر گناہ
کے بدلے جسے وہ کر گزرتا ہے ایک سیاہی و ظلمت داخل ہو جاتی ہے، اور جب
گناہوں پر پے در پے اصرار کیا اور ان سے توبہ نہیں کی تو اس دل پر ظلمات اور
تاریکیوں کی یکے بعد دیگرہ جمع ہو جاتی ہے اور وہ فزوں تر ہو جاتی ہے تو اس طریقہ
سے اس کی حیرت و گھبراہٹ بھی بڑھ جاتی ہے، اور اس کی شقاوت و بدبختی زور پکڑ
لیتی ہے یہاں تک کہ وہ پھر ہلاکتوں اور تباہیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس حال میں
کہ اسے پتہ بھی نہیں ہوتا ہے، اور ظلمتِ قلب قوی ہو جاتی ہے یہاں تک کہ مرتکب
گناہ کے چہرہ پر اس کا اثر نمایاں ہو جاتا ہے اور اسے سیاہ بنا دیتا ہے جسے ہر فرد بشر
اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے:

”إِنَّ لِلْحَسَنَةِ نُورًا فِي الْقَلْبِ، وَضِيَاءً فِي الْوَجْهِ وَقُوَّةً فِي
الْبَدَنِ وَسَعَةً فِي الرِّزْقِ، وَمُحَبَّةً فِي قُلُوبِ الْخَلْقِ، وَإِنَّ
لِلْسَيِّئَةِ لَظُلْمَةً فِي الْقَلْبِ، وَسَوَادًا فِي الْوَجْهِ، وَهَنًا فِي
الْبَدَنِ، وَبُغْضًا فِي قُلُوبِ الْخَلْقِ“.

ترجمہ: بیشک نیکی کے لئے البتہ ضرور نور ہوتا ہے قلب میں اور روشنی ہوتی ہے چہرہ
میں اور قوت ہوتی ہے بدن میں اور وسعت ہوتی ہے رزق میں اور محبت

ہوتی ہے مخلوق کے دلوں میں۔ اور بلاشبہ گناہ کے لئے البتہ ضرور ظلمت ہوتی ہے قلب میں، اور سیاہی ہوتی ہے چہرہ میں، اور کمزوری ہوتی ہے بدن میں، اور بغض و نفرت ہوتی ہے مخلوق کے دلوں میں۔

اور یہ تمام چیزیں یہ سفیدی اور وہ سیاہی ان دونوں کا ذکر نبی کریم ﷺ نے حدیث میں فرمایا ہے، ان تمام چیزوں کا مشاہدہ اس دنیا میں اہل بصیرت کبھی خود کر لیتے ہیں، البتہ یہ چیزیں کل قیامت کے دن ان کے چہروں پر بہت واضح اور نمایاں طور پر ظاہر ہوں گی جس دن تمام سر بستہ راز کھولے جائیں گے اور سینوں کے بھید عیاں ہوں گے جیسا کہ اللہ جلّ ذکرہ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللَّهِ وُجُوهُهُمْ مُسْوَدَّةٌ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ ☆ وَيُنَجِّي اللَّهُ الَّذِينَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ لَا يَمَسُّهُمْ السُّوءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾
(الزمر: ۶۰-۶۱)

ترجمہ: اور جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے تو آپ دیکھیں گے کہ قیامت کے دن ان کے چہرے سیاہ ہو گئے ہوں گے، کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم میں نہیں؟ اور جن لوگوں نے پرہیز گاری کی انہیں اللہ تعالیٰ ان کی کامیابی کے ساتھ بچالے گا انہیں کوئی دکھ چھو بھی نہ سکے گا اور نہ وہ کسی طرح غمگین ہوں گے۔
اور جیسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ

وَجُوهُهُمْ أَكْفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ
تَكْفُرُونَ ☆ وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وَجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ
هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿١٠٦﴾ (آل عمران: ١٠٤-١٠٦)

ترجمہ: جس دن بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض سیاہ، سیاہ چہرے والوں سے کہا جائے گا کہ کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا؟ اب اپنے کفر کا عذاب چکھو!۔ اور سفید چہرے والے اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل ہوں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

بیشک گناہ کے کام جتنے بھی ہیں خواہ وہ معمولی اور ہلکے ہوں یا بڑے بڑے ہوں، یہ سب دلوں کو فاسد کر دیتے ہیں اور اس کی سفیدی و چمک کو داغدار اور میلا کر دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ترک کرنے کا حکم دیا ہے۔ فرمان جل و علا ہے:

﴿وَذَرُوا ظَهْرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ﴾ (الانعام: ۱۲۰)

ترجمہ: اور تم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑ دو اور باطنی گناہ سب کو چھوڑ دو۔

لہذا تمام مومنوں پر واجب ہے کہ وہ ظاہری گناہ نیز باطنی گناہ سب کو ترک کر دیں، خاص کر کے دلوں کے گناہ اور ان کی خطاؤں کو۔ اس لئے کہ ان کی تباہی بہت شدید ہوتی ہے اور ان کا اثر بھی بہت بڑا ہوتا ہے۔

چنانچہ دل کی خطاؤں میں سے ایک ریاء یعنی دکھاوا و نمود ہے، جو نیک عمل کو تلف و بیکار کر دیتا ہے، اور ایک عجب یعنی فخر و غرور اور خود رائے ہے جو تمام اعمالِ خیر کو بکھرے ہوئے غبار کے ذرات کی مانند کر دیتا ہے، اور اس کی خطاؤں میں سے ایک ”الْعِلُّ“ یعنی کینہ و کپٹ، دھوکہ و فریب ہے، اور خیانت ہے اور ”حقد“ یعنی

کینہ و عداوت ہے اور اس کی خطاؤں میں سے ایک ”حسد“ یعنی کسی سے زوالِ نعمت کی تمنا کرنا اور اسے اپنے لئے حاصل کرنا بھی ہے یہ تمام چیزیں نیکیوں کو چاٹ کھاتی ہیں اور گناہوں کو بڑھا دیتی ہیں۔

اور وہ چیزیں جو دلوں کو فاسد کرتی اور اس کی روشنی کو بجھا دیتی ہیں، محرمات کو دیکھنے کے لئے نگاہوں کو آزاد چھوڑ دینا ہے، اللہ تعالیٰ نے اسی وجہ سے اپنے مومن بندوں کو نگاہوں کو بچا کر رکھنے کا حکم دیا ہے۔ ارشادِ جل و علا ہے:

﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ

أَزْكَىٰ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ﴾ (النور آیت: ۳۰)

ترجمہ: مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھیں یہ انکے لئے پاکیزگی ہے، لوگ جو کچھ کریں اللہ تعالیٰ سب سے خبردار ہے۔

اور اللہ تعالیٰ اصحابِ النبی ﷺ کو نصیحت کر رہا ہے جس وقت وہ اللہ کے رسول ﷺ کی بیویوں سے مخاطب ہوں تو کیسے مخاطب ہوں۔

﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذَلِكُمْ

أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ﴾ (الاحزاب: ۵۳)

ترجمہ: جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو پردے کے پیچھے سے طلب کرو تمہارے اور ان کے دلوں کے لئے کامل پاکیزگی یہی ہے۔

چنانچہ جس شخص نے اپنی نگاہ کو محرمات پر ڈالنے سے بچا لیا اللہ جل و علا اس بندہ

کو اس کے عوض معرفتِ حق کی نگاہ اور صحیح سالم قوی قلب عطا فرماتا ہے، تو تم بھی اپنی نگاہ کو مخرمات سے بچاؤ کیونکہ بہت سی نظر ایسی ہوتی ہیں کہ دیکھنے والے کے دل کو فتنوں اور بلاؤں میں ڈال دیتی ہیں۔

دلوں کو فاسد کرنے والی اور اس کی صفائی ستھرائی کو داغدار کرنے والی چیزوں میں سے ایک موسیقی اور گانے کا سننا بھی ہے، بلاشبہ گانا دل کو فاسد اور خراب کر دیتا ہے، ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

”إِنَّ الْغِنَاءَ يُنْبِثُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِثُ الْمَاءُ الْبَقْلَ“

ترجمہ: بیشک گانا دل میں نفاق کو جنم دیتا ہے جس طرح پانی سبزی کو اگاتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ گانا اور میوزک تمہارے دل پر اللہ تعالیٰ کی آیات میں غور و فکر کو بوجھل بنا دیتے ہیں، اور تمہارے کان پر فرقانِ الہی یعنی کلام اللہ کی سماعت کو گراں بار بنا دیتے ہیں اور تمہارے بدن میں اطاعت و احسان کو بھاری اور بوجھل بنا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ

بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ﴾

(لقمان: ۶)

ترجمہ: اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو لغو باتوں کو مول لیتے ہیں کہ بے علمی کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اسے ہنسی بنائیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔

سلف صالحین رحمہم اللہ میں سے کئی ایک نے اس آیت کریمہ میں ”لہـو الحدیث“ کی تفسیر ”غناء“ گانا و موسیقی سے کی ہے اور یہی اکثر مفسرین کے نزدیک رائج ہے، پس موسیقی اور گانے کو سننے سے اپنے آپ کو بچانے کی حد تک بچاؤ۔ اور خبردار ایسے لوگوں کی اکثریت کی حالتوں کو دیکھ کر دھوکہ نہ کھاؤ۔ ان پر تو اللہ تعالیٰ کا یہ قول صادق آتا ہے:

﴿وَإِنْ تُطِغْ أَكْثَرُ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ﴾
(الانعام: ۱۱۶)

ترجمہ: اور دنیا میں زیادہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر آپ ان کا کہنا ماننے لگیں تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے بے راہ کر دیں۔

اور یہ دعا بہ کثرت مانگا کرو:

”اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ مِنْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالتَّلْجِ وَالْبَرَدِ“

ترجمہ: اے اللہ مجھے میرے گناہوں سے پانی اور برف اور اوالے کے ذریعہ پاک و صاف کر دے۔

کیونکہ گناہ خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے دل پر کدورت اور میل کچیل کو واجب کر دیتے ہیں جن سے دل کو پاک کرنا نہایت ضروری ہے۔

چوتھی آفت

شک و شبہات میں گرفتار ہونا:

شک و شبہات حق سے اندھا اور مخلوق کو گمراہ کر دیتے ہیں، یاد رکھئے کہ شبہ ایک تباہ کن خطرناک مرض ہے جو آدمی سے ایمان کی لذت و چاشنی کو ختم کر دیتا ہے، اور شیطان کے وسوسوں کو بڑھاوا دیتا ہے، اور شبہ کرنے والے کو قرآن و سنت سے نفع اٹھانے سے روک دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ

الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ﴾ (آل عمران: ۷)

ترجمہ: پس جن کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اس کی متشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں فتنے کی طلب اور ان کی مراد کی جستجو کے لئے۔

پس وہ لوگ اللہ جل و علا کی کتاب سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور نہ ہی نبی کریم ﷺ کی سنت سے فائدہ اٹھاتے ہیں کیونکہ وہ کتاب و سنت میں ہدایت کی طلب کے لئے نظر ہی نہیں ڈالتے، بلکہ وہ تو لوگوں کو شک و شبہ میں ڈالنے اور گمراہ کرنے اور تشبیہ و تمثیل میں مبتلا کر دینے کے لئے ڈالتے ہیں، اور یہ چیزیں بتلاتی ہیں کہ شبہ اور شبہ پیدا کرنے والوں سے بچنا بہت ضروری ہے، کیونکہ شک و شبہ کا بہ کثرت دل پر ورود ہوتا ہے یہاں تک کہ اسے ہلاکت و تباہی کے گڈھے میں ڈالتا ہے اور اس کا انجام آخری یا تو کفر ہوتا ہے یا نفاق پر ٹکتا ہے۔

شاعر کہتا ہے:

شک و شبہات مسلسل اس کے دل پر حملہ کرتے ہیں
یہاں تک کہ وہ ان کے درمیان خون میں لت پت مقتول

ہو جاتا ہے

لہذا تم شک و شبہ کرنے اور شک و شبہ پیدا کرنے والوں سے بچو اور کبھی بھی شک و شبہ کا بیان نہ سنو اور نہ ہی شک و شبہ پیدا کرنے والوں کی بات سنو اور نہ ہی ان کی کتابیں پڑھو اور نہ ہی ان کے پاس اٹھو بیٹھو، بلکہ ان کے ساتھ جیسا کہ اللہ جل و علا نے تمہیں حکم دیا ہے ویسا ہی معاملہ کرو۔

﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَفْعَدُوا مَعَهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ إِذًا مِثْلُهُمْ إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا﴾ (النساء: ۱۲۰)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ تمہارے پاس اپنی کتاب میں یہ حکم اتار چکا ہے کہ تم جب کسی مجلس والوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ کفر کرتے اور مذاق اڑاتے ہوئے سنو، تو اس مجمع میں ان کے ساتھ نہ بیٹھو! جب تک کہ وہ اس کے علاوہ اور باتیں نہ کرنے لگیں، (ورنہ) تم بھی اس وقت انہی جیسے ہو، یقیناً اللہ تعالیٰ تمام کافروں اور سب منافقوں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔

ہر طرح کے شبہات پیدا کرنے والے اللہ کی آیتوں میں باطل اور بے بنیاد طریقہ پر کھلواڑ کرنے والے لوگ ہیں، فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: جو شخص تمہارے دل کو شک و شبہات سے خراب کرنے والا ہو اس کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے اپنے آپ کو بہت دور رکھو، اور اس شخص کے ساتھ بھی مت اٹھو بیٹھو جو

خواہشاتِ نفس پر چلتا ہے یقیناً مجھے تمہارے اوپر اللہ کے غضب کا ڈر لگتا ہے۔
اور یہ کوئی انوکھی بات نہیں اہلِ شبہات ہمیشہ اس کوشش میں رہتے ہیں کہ کسی طرح سے مومن کو اپنے دین اور ان چیزوں کے اندر جس کی خبر اللہ نے اپنے رسول کو دی ہے شک و شبہات میں مبتلا کر دیں، اور ان کی تگ و دو یہ ہوتی ہے کہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت کی مخالفت کو اپنی فاسد رایوں، بے بنیاد شبہات اور جھوٹے خیالات کے ذریعہ نہایت بنا سنوار کے پیش کریں:

﴿فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ﴾ (محمد: ۲۱)

ترجمہ: تو اگر وہ اللہ کے ساتھ سچے رہیں تو ان کے لئے بہتری ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا

فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا﴾ (النساء: ۸۳)

ترجمہ: کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے۔

اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ ۚ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ

خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ﴾ (حم سجدہ: ۴۰-۴۱)

ترجمہ: یہ بڑی با وقعت کتاب ہے، جس کے پاس باطل پھٹک بھی نہیں سکتا نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے، یہ نازل کردہ حکمتوں والے خوبیوں

والے (اللہ) کی طرف سے ہے۔

پانچویں آفت

غفلت کا شکار ہونا:

اور غفلت ایسے ”سہو“ کو کہتے ہیں، جو دل پہ طاری ہو جاتی ہے تو اسے نفع پہنچانے والی چیز کے اپنانے اور تکلیف پہنچانے والی چیز کے چھوڑنے سے اندھا بنا کر رکھ دیتی ہے، پس غفلت بہت ساری برائیوں کی جڑ ہے۔ لیکن اس کے باوجود لوگوں کے درمیان یہ خصلت و عادت زیادہ پھیلی ہوئی ہے، اللہ جل و علا کا ارشاد ہے:

﴿وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ آيَاتِنَا لَغَفِلُونَ﴾ (یونس: ۹۲)

ترجمہ: اور حقیقت یہ کہ بہت سے آدمی ہماری نشانیوں سے غافل ہیں۔

اللہ کی قسم! یہ نہایت خطرناک بیماری ہے، اللہ عز وجل نے اس سے بچنے کے لئے کہا ہے اور اس قسم کے لوگوں کی صحبت اپنانے سے روکا ہے، لہذا اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تَكُن مِّنَ الْغَافِلِينَ﴾ (الاعراف: ۲۰۵)

ترجمہ: اور تم اہل غفلت میں سے مت ہونا۔

نیز اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ

فُرُطًا﴾ (الکہف: ۲۸)

ترجمہ: دیکھ اس کا کہنا نہ ماننا جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے

اور جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور جس کا کام حد سے گزر چکا ہے۔
معلوم ہوا کہ غفلت: دل کو پاکیزہ بنانے والی، نفع پہنچانے والی، قوت
اور پروان چڑھانے والی اور صحیح اصلاح کرنے والی اور برائیوں سے نکھارنے والی
تمام چیزوں سے غافل کر دیتی ہے۔

اے برادر نیک بخت: یہ ہیں جملہ آفات و امراض کی اساس و جڑیں، جنہیں میں
نے تمہارے سامنے کھول کر رکھ دیا ہے اور تمہاری نگاہ کے دروازہ کو دستک دی ہے،
لہذا اللہ سے ڈرتے ہوئے ان جملہ آفات و امراض سے بچنے کے لئے عزم محکم کیجئے
اور ان سے دور رہنے کے لئے سلامتی کے اسباب کو اپنائیے، کیونکہ دل کی پاکیزگی اور
اس کی استقامت کا حصول ممکن ہی نہیں ہے مگر ایسے اسباب کے ذریعہ جن کا اپنا نا بے
حد ضروری ہے، اور ایسے دروازوں کے ذریعہ جن پر دستک دینا اور اس میں داخل ہونا
نہایت ضروری ہے، کیونکہ نتائج اپنے مقدمات سے مربوط ہوتے ہیں۔ پس جسے ان
عظیم آفات اور بلاؤں سے بچنے کی خواہش اور آرزو ہے اسکے لئے ضروری ہے کہ
ان سے بچاؤ کے راستے ہی کو اپنائے، اس لئے کہ کشتی خشکی پر کبھی بھی نہیں چلتی۔

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا﴾ (الطلاق: ۴)

ترجمہ: اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا اللہ اس کے ہر کام میں آسانی کر دے گا۔
اس لئے تم اللہ تعالیٰ کے احکام کی حفاظت کرو، وہ تمہاری حفاظت کرے گا، تم اللہ
تعالیٰ کے اوامر کی حفاظت کرو، تم اسے اپنے سامنے پاؤ گے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی

ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: إِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ إِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَإِذَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا، وَإِذَا أَتَانِي يَمْسِسُنِي أَتَيْتُهُ هَرَوَلَةً“ (صحیح البخاری: ۷۴۰۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میرا بندہ میری جانب ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس کی جانب ایک ہاتھ آتا ہوں، اور جب وہ میری جانب ایک ہاتھ آتا ہے تو میں اس کی جانب دو ہاتھ قریب آتا ہوں، اور جب وہ میرے پاس چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

نیز اللہ جل شانہ نے فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ (العنکبوت: ۶۹)

ترجمہ: اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہیں ضرور دکھا دیں گے۔

پس عزم محکم کیجئے جی ہاں عزم مصمم اور جلدی کیجئے بہت جلدی، ان جملہ بیماریوں اور آفتوں سے نجات اور چھٹکارا پانے کے لئے، اور بلاشبہ صادق و صدوق ﷺ نے بجا فرمایا ہے جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے:

”مَا أَنْزَلَ اللَّهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً“ (صحیح البخاری: ۵۶۷۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نہیں اتاری مگر اس کے لئے شفا بھی اتاری ہے۔

رَبُّ الْعَالَمِينَ کی قسم! بیشک جو شخص اپنے دین کے معاملہ کو زیادہ اہمیت دیتا ہے اور خوابِ غفلت سے بیدار ہو چکا ہے، اور بس یہ امید باندھ رکھی ہے کہ وہ کل قیامت کے دن نجات پانے والوں میں سے ہو جائے، تو پھر وہ اپنے دل کو تباہی اور ہلاکت کے اسباب سے بچنے کے بعد سب سے زیادہ اس بات کا حریص ہوگا کہ کس طرح وہ اپنے دل کی سلامتی کے اسباب اور اس کے علاج کے طریقوں کی معرفت اور جانکاری حاصل کرے، ہم یہاں پر چند دواؤں کے نسخے بطور علاج ذکر کرتے ہیں جو تمہیں ان بڑی آفتوں اور عظیم بیماریوں سے نجات دینے میں معاون اور مددگار ثابت ہوں گے۔

پہلی دوا

قرآن عظیم اور کتاب حکیم ہے:

بیشک اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اسے دلوں کی بیماریوں کے لئے شفا اور مومنین کے لئے سراپا رحمت و ہدایت بنا کر اس کا نزول فرمایا ہے، اور بے شک اللہ جل و علانے تمام انسانوں سے اسی قرآن کے ذریعہ خطاب فرمایا ہے۔ ارشاد سبحانہ و تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَ تَكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ﴾ ☆ قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ﴿

(یونس: ۵۷-۵۸)

ترجمہ: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لئے شفا ہے اور رہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے، آپ کہہ دیجئے کہ بس لوگوں کو اللہ کے اس انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہئے وہ اس سے بدرجہا بہتر ہے جس کو وہ جمع کر رہے ہیں۔

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَنُزِّلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا﴾ (اسراء: ۸۲)

ترجمہ: یہ قرآن جو ہم نازل کر رہے ہیں مومنوں کے لئے تو سراسر شفا اور رحمت ہے، ہاں ظالموں کو بجز نقصان کے اور کوئی زیادتی نہیں ہوتی۔

پس یہ قرآن سب سے مؤثر اور بلیغ ترین موعظت و نصیحت ہے اس شخص کے لئے جو صاحبِ دل ہے اور اس کے لئے جو دل سے متوجہ ہو کر کان لگائے اور وہ حاضر ہو، اور یہ قرآن قسم ہے رب العالمین کی ان آفات و امراض کے لئے جو دلوں اور سینوں میں موجود ہیں سب دواؤں سے بڑھ کر نفع بخش دوا ہے، اس میں شہوات اور خواہشاتِ نفس کی بیماریوں کے لئے شفا ہے، اور اس میں تمام شکوک و شبہات کی بیماریوں کا بہترین علاج و شفا ہے، نیز اس میں خوابِ غفلت میں پڑے ہوئے لوگوں کے دلوں کو بیدار کرنے کے لئے بہترین نسخہ الہی ہے۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا: ”دلوں کی جملہ بیماریوں اور روگوں کا نچوڑ

در اصل شبہات اور شہوات کی بیماریاں ہیں، اور قرآن دونوں قسم کی بیماریوں کے لئے شفا اور بہترین علاج ہے، اس میں روشن دلیلیں اور قطعی براہین ہیں جو حق کو باطل سے بالکل جدا کر دیتی ہیں جن سے شبہ کا تمام روگ اور مرض ختم ہو جاتا ہے، اور رہی بات شہوات و خواہشات نفس کے روگ اور مرض کے لئے شفا و علاج کامل ہونے کی، تو وہ اس طرح کہ اس میں حکمت اور موعظت حسنہ یعنی دل پذیر نصیحت ہے اور اس میں دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی ترغیب کی چیزیں بدرجہ اتم موجود ہیں۔

ہر وہ شخص جو اپنے دل کے اصلاح کی رغبت رکھتا ہے اس کے لئے یہ بات نہایت اہم ہے کہ وہ یہ معلوم کر لے کہ قرآن کریم سے شفا حاصل کرنا صرف اس کی تلاوت ہی سے نہیں ہے بلکہ اس کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ وہ قرآن میں تدبر و تفکر کرے اور جو قرآنی خبریں ہیں ان سے نصیحت اور عبرت حاصل کرے اور ساتھ ہی ساتھ اس کے احکام کی مکمل پابندی و تابعداری کرے۔ اے اللہ اس قرآن کو ہمارے دلوں کا موسم بہار بنادے اور ہمارے سینوں کو شفا دینے والا بنادے اور ہمارے حزن و ملال اور غم و فکر کو ختم کر دینے والا بنادے، آمین۔

دوسری دوا

بندے کا اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا:

یقیناً بندہ کی یہ محبت ان تمام نسخہ ہائے علاج میں بہت زیادہ نفع بخش علاج ہے جس سے دل کا علاج کیا جاتا ہے، اور اس میں کوئی تعجب نہیں کہ یہ محبت ہی بندگی

و عبودیت کی بنیاد، روح اور جان ہے اللہ تعالیٰ کا اشد ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ﴾ (البقرہ: ۱۶۵)

ترجمہ: بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہئے اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”دل کا نیک ہونا اور دل کا کامیاب ہونا اور دل کا نعمتوں سے مالا مال ہونا یہ ساری صفات خیر اس وقت حاصل ہوں گی جب صرف اللہ رحمٰن کے لئے محبت خالی و فارغ ہوگی۔“ یعنی صلاحِ قلب اور فلاحِ قلب اور نعیمِ قلب یہ سب اس وقت حاصل ہوں گے جب اللہ تعالیٰ کے لئے محبت خالص ہوگی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہی درحقیقت دل کی جنت، اس کی غذا و قوت اور اس کی حیات و زندگی ہے، اللہ کی قسم! بیشک دل اللہ تعالیٰ سے سچی محبت کے بغیر نہ تو فلاح پاسکتا ہے اور نہ صالح ہو سکتا ہے اور نہ درست ہو سکتا ہے اور نہ نعمت سے محفوظ ہو سکتا ہے اور نہ حقیقی خوشی میں مسرور ہو سکتا ہے اور نہ سچی لذت سے بہرہ ور ہو سکتا ہے اور نہ ہی اسے امن و چین حاصل ہو سکتا ہے۔ امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے اپنی صحیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ أَنْ يَكُونَ اللَّهُ
وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ
إِلَّا لِلَّهِ، وَأَنْ يَكْرَهُ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللَّهُ مِنْهُ
كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ“ (بخاری: ۲۱، مسلم: ۴۳)

ترجمہ: تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس بندہ کے اندر پائی گئیں تو اس نے ان کے ذریعہ
ایمان کی حلاوت و مٹھاس کو پالیا، پہلی خصلت یہ ہے کہ: اللہ اور اس کا رسول اس
کے نزدیک ساری دنیا سے بڑھ کر محبوب اور ہر دلعزیز ہوں۔ دوسری خصلت یہ ہے
کہ: وہ جس آدمی سے محبت کرتا ہے تو وہ اس سے صرف اللہ کی رضا کی خاطر محبت
کرتا ہے، اور تیسری خصلت یہ ہے کہ: اسے دوبارہ کفر میں لوٹ جانا جبکہ اللہ تعالیٰ
نے اسے اس کفر سے نکال لیا ہے ایسا ہی ناپسند ہو جیسا وہ یہ ناپسند کرتا ہے کہ اسے
آگ میں ڈالا جائے۔“

اس حدیث میں گہری نظر ڈالنے سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ اس کی چکی
اللہ تعالیٰ کی محبت پر ہی گھومتی ہے، پس محبت دین کے واجبات میں سے سب سے عظیم
ترین چیز ہے، اور اس کے اصول و بنیاد میں سے سب سے زیادہ مہتمم بالشان اور
نہایت ہی اہمیت کا حامل ہے، بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ایمان و دین کے جملہ اعمال میں
سے ہر عمل کی اساس و جڑ یہی محبت ہی ہے، اللہ جلّ و علانے بجا فرمایا:

﴿وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ يَهْدِ اللَّهُ قَلْبَهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ (التغابن: ۱۱)

ترجمہ: اور جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے، اور اللہ ہر چیز کو

خوب جاننے والا ہے۔

اور محبت کی صحیح علامت اور اس کا معیار صادق اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (آل عمران: ۳۱)

ترجمہ: کہہ دیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو، تو میری تابعداری کرو، خود اللہ

تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ

بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

معلوم ہوا کہ جس قدر تمہارے اندر ظاہر و باطن میں نبی کریم ﷺ کی تابعداری

و اتباع پائی جائے گی۔ اسی قدر تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت بھی پائی جائے گی جو

دلوں کی اصلاح کے لئے بہترین ذریعہ ہے۔

تیسری دوا

اللہ تعالیٰ کا ذکر:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾ (الرعد: ۲۸)

ترجمہ: یاد رکھو اللہ کے ذکر سے دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے۔

اور صحیح بخاری میں حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول

اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ رَبَّهُ كَمَثَلِ الْحَيِّ
وَالْمَيِّتِ“ (بخاری: ۶۴۰۷)

ترجمہ: اس شخص کی مثال جو اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور اس کی مثال جو اپنے رب کا ذکر نہیں کرتا، ایسی ہی ہے جیسے زندہ اور مردہ کی مثال ہے۔

چنانچہ ذکرِ رب دل کے لئے ویسے ہی ہے جس طرح مچھلی کے لئے پانی، اگر پانی سے مچھلی کو باہر نکال لیا جائے تو اس کی حالت کیسی ہوگی؟ تو اس کی حالت بعینہ دل کی حالت کی طرح ہے جب اسے ذکرِ الہی سے دور رکھا جائے، اور یہ حقیقت ہے کہ جب دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی ہو تو پھر وہ پتھر جیسا سخت اور ظالم صفت بن جاتا ہے۔ فرمانِ الہی ہے:

﴿قَوْلٌ لِّلنَّفْسِیۡہِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ﴾ (الزمر: ۲۲)

ترجمہ: اور ہلاکی ہے ان پر جن کے دل یادِ الہی سے اثر نہیں لیتے بلکہ سخت ہو گئے ہیں۔ علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہر چیز کو جلا بخشنے والی چیزیں ہیں اور دلوں کو جلا بخشنے والی چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

ایک شخص نے حسن بصری رحمہ اللہ سے کہا: اے ابوسعید! میں آپ سے یہ شکوہ کرتا ہوں کہ میرا دل بہت سخت ہے! تو ابوسعید رحمہ اللہ نے اس سے فرمایا: ”تم اس دل کو ذکرِ الہی سے پگھلا دو، کیونکہ دلوں کی سختی و قساوت کو ذکرِ الہی جیسی چیز سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں جو اسے پگھلا سکے“۔

اسی بناء پر متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بہ کثرت ذکرِ الہی کرنے کا حکم

دیا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا، وَسَبِّحُوهُ

بُكْرَةً وَأَصِيلًا﴾ (الاحزاب: ۴۱-۴۲)

ترجمہ: مسلمانو! اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت زیادہ کرو، اور صبح وشام اس کی پاکیزگی بیان کرو۔

نبی کریم ﷺ اپنے تمام لمحات میں ذکرِ الہی میں مشغول رہتے تھے، جیسا کہ ام

المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اولوا

الْأَلْبَابِ کی صفت و خوبی یہی بیان فرمائی ہے۔ ارشادِ سبحانہ و تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ﴾

(آل عمران: ۱۹۱)

ترجمہ: جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے کرتے ہیں۔

اور ذکر کا اقل ترین درجہ یہ ہے کہ اوقات و اسباب سے مقید اذکار کی محافظت

و مداومت کی جائے، جیسے صبح وشام کے اذکار، اور وہ اذکار جو فرض نمازوں کے بعد

پڑھے جاتے ہیں، اور اس کے علاوہ وہ اذکار جن کے لئے کوئی سبب ہو یا کسی خاص

حالت میں ان کا ذکر وارد ہو۔

اللہ تعالیٰ تمہیں برکت سے نوازے، تمہاری اپنی استطاعت کے مطابق جس قدر تم

سے ہو سکتے تم اللہ کا ذکر بہ کثرت کرنے پر زیادہ سے زیادہ حریص بنو۔

اس لئے کہ یقینی طور پر ذکرِ الہی! ظلمت و تاریکی سے نور و روشنی کی طرف نکالنے،

اور اللہ رب العالمین کی طرف سے فضل و رحمت کے حصول کے عظیم ترین اسباب

میں سے ایک ہے، اور اس وجہ سے جہاں اللہ تعالیٰ نے صبح و شام اپنا ذکر اور اپنی تسبیح بہ کثرت کرنے کے لئے حکم دیا ہے اس کے بعد اس ذکر کا صلہ اور حُسنِ بدل کا تذکرہ بھی فرمایا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

﴿هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا﴾ (الاحزاب: ۴۳)

ترجمہ: وہی ہے جو تم پر اپنی رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے تمہارے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف لے جائے اور اللہ تعالیٰ مومنوں پر بہت ہی مہربان ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کی جزا انہیں ظلمات سے نور و روشنی کی طرف نکالنا، رب العالمین کی طرف سے ان کے لئے رحمت کا توشہ اور اللہ کے فرشتوں کی طرف سے ان کے حق میں بخشش و مغفرت کی دعا ہے۔

چوتھی دوا

سچی توبہ اور کثرتِ استغفار:

چنانچہ توبہ صادقہ جس میں توبہ کے تمام شرائط موجود ہوں، دل کو جلا و روشنی بخشی ہے اور گناہوں اور برائیوں کی تمام میل کچیل کو صاف کر دیتی ہے، کیونکہ گناہوں اور معاصی پر بار بار اصرار دل کو کالا اور سیاہ بنا دیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ عاصی اور نافرمان کا دل جو عصیان اور گناہوں و جرائم پر مصر ہوتا ہے، تم اسے انتہائی ظلمت اور

قساوت میں پاؤ گے جس میں تھری ہوئی صفائی اور لذت خیر عمل بالکل ہی نہیں بلکہ اللہ کی قسم وہ تو عذاب اور شقاوت و بد بختی میں گھرا ہوتا ہے۔

لہذا توبہ دل کی مساعی جمیلہ یعنی اچھی کوششوں میں سے ایک بہترین کوشش ہے، اور اس کوشش کا ہونا بھی ضروری ہے تاکہ دل صالح یعنی تقویٰ والا اور مستقیم یعنی راہ الہی پر ٹھیک چلنے والا ہو جائے، یاد رکھئے کہ کثرت توبہ اور بار بار توبہ کا اعادہ کرنا اور ہمیشہ استغفار کو لازم پکڑنا یہ ان امور میں سے ہے جس سے دل صالح اور پاکیزہ بنتا ہے، اور اسے اعمال خیر کی طرف لے جاتا ہے۔ اور یہ رسول اللہ ﷺ ہیں، صحیح حدیث میں آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

”إِنَّهُ لَيَغَانُ عَلَى قَلْبِي وَإِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ“

(احمد: ۱۸۰۰۲)

ترجمہ: بیشک میرے دل پر بہت سی خواہشات کا غلبہ ہوتا ہے اور میں ضرور ایک دن میں سو بار اللہ کی جناب میں استغفار کرتا ہوں۔

اس حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے خبر دی ہے کہ آپ ﷺ اپنے دل سے اس ”غین“، یعنی ان تمام خواہشات اور مشاغل دنیا کے بوجھ کو استغفار کے ذریعہ زائل اور دور کرتے ہیں، حالانکہ آپ ﷺ کی شان یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ کے آگے اور پیچھے کے تمام گناہ بخش دیئے ہیں۔

پھر آپ کے سوا دوسرے کی کیا حالت ہوگی جس کے کندھے گناہوں کے بوجھ سے بوجھل ہیں اور معاصی و سیئات کی ہر لمحہ بھر مار و کثرت ہے، کیا اُسے بہ کثرت

استغفار کی ضرورت نہیں ہے جس سے اس کے دلِ فاسد کی اصلاح ہو سکے؟
ہاں! کیوں نہیں قسم ہے اللہ کی ہم سب اس کے شدید محتاج ہیں۔

چنانچہ اللہ کا بندہ جب گناہوں سے تائب ہو جاتا ہے تو یقیناً وہ اپنے مخلوط و آمیزش اعمال سے اپنے دل کو خالی کر چکا ہوتا ہے، جو اس نے اس میں اچھے اور بُرے اعمال کی آمیزش کر رکھا تھا، پھر جب وہ جملہ گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے، تو دل کی قوت اور اس کا ارادہ اعمالِ صالحہ کے لئے بالکل فارغ ہو جاتا ہے، اور اس طرح سے اس کا دل ان تمام فاسد حوادث و مشاغل سے جو اس میں موجود تھیں راحت و سکون محسوس کرتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

﴿أَوْ مَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَخْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي

النَّاسِ كَمَنْ مَثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا﴾

(الانعام: ۱۲۲)

ترجمہ: ایسا شخص جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور ہم نے اس کو ایک ایسا نور دے دیا کہ وہ اس کو لئے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے، کیا ایسا شخص اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے؟ جو تاریکیوں سے نکل ہی نہیں پاتا۔

یہ مثال جسے اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہے اس شخص کی ہے جو کفر اور جہل کی وجہ سے مردہ دل تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے توبہ کی وجہ سے اسے ہدایت دی اور اسے ایمان دے کر زندگی عطا فرمائی، اور اسے ایسے نور سے نوازا جس سے وہ روشنی حاصل کرتا ہے اور لوگوں کے درمیان اس نور کو لئے چلتا پھرتا ہے۔

پانچویں دوا

اللہ تعالیٰ سے بکثرت دعا و سوال کرنا کہ وہ تمہارے دل کی اصلاح فرمادے اور اسے ہدایت سے نوازے: اس لئے کہ بلاشبہ دعا دلوں کی اصلاح کے ابواب میں سے ایک عظیم باب ہے، اللہ جل و علا کا ارشاد ہے:

﴿فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلَكِنْ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ

لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (الانعام: ۴۳)

ترجمہ: سو جب ان کو ہماری سزا پہنچی تھی تو انہوں نے عاجزی کیوں نہیں اختیار کی؟ لیکن ان کے قلوب سخت ہو گئے اور شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے خیال میں آراستہ کر دیا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”میں نے سب سے زیادہ نفع بخش دعا کے بارے میں غور و خوض کیا، تو معلوم ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے مدد کا سوال ہے یعنی اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے مدد مانگنا ہے، پھر میں نے اس کو سورۃ الفاتحہ کے اندر اللہ تعالیٰ کے اس قول میں پایا:

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ (الفاتحہ: ۵)

ترجمہ: ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ اور خود رسول اللہ ﷺ اپنے دل کے صلاح و تقویٰ اور حق و ہدایت پر اس کی ثبات قدمی کے لئے اللہ رب العالمین سے بکثرت دعا و سوال کیا کرتے تھے، سنن

ترمذی میں صحیح سند سے مروی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی اکثر دعا یہ ہوتی تھی۔

”يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّثْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ“ (سنن الترمذی:

۲۱۴۰)

ترجمہ: اے دلوں کو اُلٹنے پلٹنے والے! میرے دل کو تو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔ اور صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”إِنَّ قُلُوبَ بَنِي آدَمَ كُلُّهَا بَيْنَ إِضْعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمَنِ

كَقَلْبٍ وَاحِدٍ يَضْرِفُهُ حَيْثُ يَشَاءُ. ثُمَّ قَالَ ﷺ اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفِ

الْقُلُوبِ صَرِّفْ قُلُوبَنَا عَلَى طَاعَتِكَ“ صحیح مسلم: ۲۶۵۴)

ترجمہ: بیشک تمام اولاد آدم کے سارے دل رحمن کی جملہ انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ایک دل کی طرح سے ہیں وہ اسے جیسا چاہتا ہے پھیرتا رہتا ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے دلوں کے پھیرنے والے! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت و بندگی پر پھیر دے۔

چھٹی دوا

آخرت کا بہ کثرت ذکر کرنا:

یقیناً آخرت سے غفلت و لاپرواہی ہر خیر اور نیکی سے روک دیتی ہے، اور ہر شر

وفساد اور فتنہ کو کھینچ لاتی ہے یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”زُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْمَوْتَ“ (مسلم: ۹۷۶)

ترجمہ: تم لوگ قبروں کی زیارت کے لئے جایا کرو یہ تمہیں موت کی یاد دلائے گی۔
اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے:

”فَإِنَّهَا تُزْهِدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْآخِرَةَ“ (ابن ماجہ: ۱۵۷۱)

ترجمہ: یہ تمہیں دنیا سے بے رغبت کرے گی اور آخرت کی یاد دلائے گی۔

چنانچہ دلوں کے لئے قبروں کی زیارت اور موت و آخرت کی یاد سے زیادہ نفع بخش چیز اور کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ باتیں شہوتوں کو جڑ سے کاٹ دینے والی ہیں، اور غفلتوں سے ہوش میں لانے والی ہیں، اسی لئے نبی کریم ﷺ نے موت جو لذتوں کو جڑ سے کاٹ دینے والی ہے، کو بہ کثرت یاد کرنے کا حکم دیا ہے۔

ساتویں دوا

سلف صالحین کی سیرتوں کا مطالعہ کرنا:

یقیناً سلف صالحین کی سیرتوں اور ان کے واقعات و قصص میں اہل عقل کے لئے عبرت و نصیحت ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَكُلًّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ﴾

(ہود: ۱۲۰)

ترجمہ: رسولوں کے سب احوال ہم آپ کے سامنے آپ کے دل کی تسکین کے لئے

بیان فرما رہے ہیں۔

چنانچہ نبیوں، رسولوں، صالحین اور شہداء وغیرہ کے حالات زندگی سے جو حقیقی اولیاء اللہ ہیں، دل کو تقویت اور ثبات حاصل ہوتا ہے، اور یہ دل میں تقویٰ و استقامت پیدا کرتے ہیں، اسلئے کہ جس نے قوم صالحین کی سیرت میں بغرض علم و بصیرت نگاہ ڈالی تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو زندہ کر دیتا ہے اور اس کے باطن کی اصلاح فرما دیتا ہے، خاص کر کے ہمارے نبی مکرم حضرت محمد ﷺ کی سیرت جو یقینی طور پر دلوں میں ایمان کو زیادہ کرتی ہے اور دل و ضمیر کی اصلاح کرتی ہے۔

آٹھویں دوا

نیک لوگوں، متقیوں اور اللہ والوں کی صحبت اختیار کرنا:

یہ وہ لوگ ہیں جن کی صحبت اختیار کرنے والا بد بخت نہیں ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرما رہا ہے:

﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنُكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا﴾ (الكهف: ۲۸)

ترجمہ: اور اپنے آپ کو انہیں کے ساتھ رکھا کر جو اپنے پروردگار کو صبح و شام پکارتے ہیں اور اسی کے چہرے کے ارادے رکھتے ہیں (رضا مندی چاہتے ہیں)

خبردار! تیری نگاہیں ان سے نہ ہٹنے پائیں کہ دنیوی زندگی کے ٹھاٹھ کے ارادے میں لگ جائیں۔ دیکھ اس کا کہنا نہ ماننا جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور جس کا کام حد سے گزر چکا ہے۔

اور امام احمد رحمہ اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”الْمَرْءُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدَكُمْ مَنْ يُخَالِلُ“ (مسند

احمد: ۲/۳۰۳، ۸۰۱۵)

ترجمہ: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے پس چاہئے کہ تم میں سے ہر ایک یہ دیکھے کہ وہ کس سے دوستی کرتا ہے۔

اور مالک بن دینار کا قول ہے کہ:

”إِنَّكَ أَنْ تَنْقُلَ الْحَجَارَةَ مَعَ الْأَبْرَارِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَأْكُلَ
الْحُلْوَى مَعَ الْفُجَّارِ“

ترجمہ: تم نیک لوگوں کے ساتھ پتھر ڈھوؤ یہ زیادہ بہتر ہے اس بات سے کہ تم فاجر اور کمینوں کے ساتھ حلوہ پوڑی کھاؤ۔

اس لئے تم نیکو کار اور صالحین کی صحبت کو لازم پکڑو اور ان لوگوں کی صحبت کو بھی لازم پکڑو کہ جب ان پر نگاہ پڑے، تو اللہ یاد آ جائے، کیونکہ صحبت صالحین دلوں کے لئے زندگی ہے۔ ایک بزرگ سلف رحمہ اللہ کا قول ہے کہ:

”وَإِنْ كُنْتُ لَا لَقِيَ الرَّجُلَ مِنْ إِخْوَانِي فَأَكُونُ بِلُقِيَّاهُ عَاقِلًا أَيَّامًا“

ترجمہ: اگر میں اپنے بھائیوں میں سے کسی شخص سے ملاقات کرتا ہوں تو اس کی ملاقات سے بہت دنوں تک میں اپنی عقل و فہم میں ذکاوت محسوس کرتا ہوں۔

اور ایک دوسرے سلف کا قول ہے:

”كُنْتُ أَنْظُرُ إِلَى أَخٍ مِنْ إِخْوَانِي فَأَعْمَلُ عَلَى رُؤْيِيهِ شَهْرًا“

ترجمہ: میں اپنے بھائیوں میں کسی بھائی پر نظر ڈالتا ہوں تو اس کو دیکھنے کی وجہ سے میں مہینہ بھر عمل خیر کرنے میں رغبت پاتا ہوں۔

مندرجہ بالا باتیں دل کی دواؤں کی اصل اور اس کے صلاح و تقویٰ کے اسباب ہیں۔ پس تم انہیں اچھی طرح سے سمجھنے اور ان پر کاربند ہونے کا حریص بنو، اس لئے کہ حقیقی سعادت بغیر دل کی صحت و سلامتی کے ممکن ہی نہیں ہے۔ نہ کامل ہونے کے اعتبار سے، نہ خوش بختی و اچھے نصیب کے اعتبار سے، نہ پاکیزگی کے اعتبار سے، نہ خوش مزہ کے اعتبار سے اور نہ ہی بہترین آسودگی اور خوش حالی کے اعتبار سے، ان لوگوں کی زندگی کی بہ نسبت جن کے دلوں میں تقویٰ اور طہارت ہے اور جن کے باطن پاکیزہ اور صاف ستھرے ہیں۔

میں اللہ مولائے کریم سے سوال کرتا ہوں جو عرشِ عظیم کا رب ہے، کہ ہم سب ان میں سے ہوں جو اللہ جل و علا کے پاس قلبِ سلیم لے کر حاضر ہوں۔

﴿يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ، إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ﴾

(الشعراء: ۸۸-۸۹)

ترجمہ: جس دن کہ مال اور اولاد کچھ کام نہ آئے گی۔ لیکن فائدہ والا وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے سامنے بے عیب دل لے کر آئے گا۔

میں اللہ مولائے کریم سے دعا کرتا ہوں جو عرش عظیم کا رب ہے کہ مجھے اور آپ سب کو اپنے دین حق پر استقامت اور ثابت قدمی عطا فرمائے اور ہم سب کو عاجزی اور فروتنی اور اعمال صالحہ کرنے والا دل عطا فرمائے۔ اور ہمارے نفسوں کو تقویٰ کی دولت سے نوازے۔ اور یہ کہ ہمارے نفسوں کو طہارت اور پاکیزگی عطا کر دے سب سے بہتر وہی ہے جو انہیں پاکیزہ بنا سکتا ہے۔ اور ہماری آخری دعا یہی ہے کہ ساری تعریفیں صرف اللہ رب العالمین کے لئے ہیں، اور بے شمار صلاۃ و سلام نازل ہوں ہمارے نبی محترم محمد ﷺ پر جو بشیر و نذیر ہیں اور آپ کے جملہ آل و اصحاب پر۔

ناچیز کا پتہ: خالد بن عبد اللہ المصلح
القسم - عنیزہ - ص ب: ۱۰۶۰۔